اسلام اور تفریحات

دوسری قسط

مختلف کھیلوں اور مناسبتوں کی شرعی حیثیت

مفتی نعمت اللہ حقانی

استاذ جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

فہرست ذیلی عنوانات:

1 ...... برتھ ڈے منانا (خوشی یا غمی کا دن)۔

2 ...... بچوں کے مختلف کھیل اور ان کے حدود جواز۔

3 ...... گڑیا کا کھیل۔

4 ...... حضرت عائشہؓ کی گڑیا اور تصویر کا مسئلہ۔

5 ...... اخروٹ سے لڑکوں کا کھیلنا۔

6 ...... فٹ بال، گیند، کبڈی کھیلنے کا شرعی حکم۔

7 ...... بعض نئی قسم کی ورزشیں۔

8 ...... شطرنج، تاش، لغوی معنی اور تاریخی پس منظر۔

9 ...... چوپڑ، چوسر، چوسر بازی یا پچیسی۔

10 ...... نردشیر کا کھیل، لغوی مفہوم اور تعارف۔

11 ...... مذکورہ بالا کھیلوں کی شرعی حیثیت۔

12 ...... شطرنج کھیلنے والوں کیلئے خطرناک وعید۔

13 ...... تیراندازی، گھڑ دوڑ اور پیادہ مشق۔ گھڑ دوڑ میں شرط لگانا۔ گھوڑوں کے ریس اور اس پر انعام لینے کا شرعی حکم۔

14 ...... نمائشوں کے انعامی ٹکٹ کا شرعی حکم۔

15 ...... اسلحہ کی نمائش۔

اسلام میں سستی اور کاہلی ناپسندیدہ ہے۔ جبکہ چستی اور فرحت شریعت میں مطلوب ہے۔ اس لئے ایسی تفریح طبع جو جائز حدود کے اندر ہو، بامقصد ہو اور مقصود زندگی نہ بنے شرعاً جائز ہے۔ لیکن کھیل کود کو زندگی کا مقصود بنانا کسی حال میں درست نہیں۔ ایسا کرنا انفرادی اور اجتماعی سطح پر دنیا و آخرت کے خسارہ کو دعوت دینا ہے۔ زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہیئے اور اپنا قیمتی وقت انتہائی احتیاط کے ساتھ صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہیئے۔ کھیلوں میں بھی وہ کھیل اختیار کرنے چاہیئے جن کی رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دی ہے اور جو جہاد اور ادائے حقوق میں معاون اور مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اور جن کھیلوں میں یہ مقاصد پیش نظر نہ ہوں وہ شرعاً ناجائز ہوں گے۔ زیر نظر مقالہ میں بعض اس قسم کی کھیلوں کے شرعی احکام تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں۔ افادۂ عام کے پیش نظر نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

برتھ ڈے منانا (برتھ ڈے خوشی یا غمی کا دن)

آجکل ایک اور تقریب مشہور ہوا ہے جو برتھ ڈے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فلاں کے بیٹے کی عمر مثلاً دس سال ہوگئی تو اس پر اظہار خوشی کیلئے طرح طرح کے اسراف اور فضول خرچی کی جاتی ہے اس لئے کہ اس کی عمر میں ایک سال کا اضافہ ہوگیا تو یہ خوشی کا دن ہے یا غمی کا؟ اس کی کل زندگی مثلاً ساٹھ سال ہے تو گذشتہ سال وہ نو سال کا تھا اب دس سال کا ہوا تو اس کی زندگی میں ایک سال کم ہوا یا ایک سال بڑھا؟ ظاہر ہے ایک سال کم ہوا۔ اس طرح جتنے برتھ ڈے آئیں گے ہر سال اس کی زندگی کا ایک سال کم ہوتا جائے گا تو یہ خوشی کا دن ہے یا غمی کا؟ بزم منور ج ۴ ص ۲۶۹)

بچوں کے مختلف کھیل اور ان کے حدود جواز:

بچوں کو کھیل کود کا موقع فراہم کرنا اس کی ترغیب دینا اور ہمت آفزائی کرنا صحیح ہے بلکہ ان کی صحت کیلئے اور تندرستی کے نقطہ نظر سے پسندیدہ ہے۔ اہل عرب میں جو کھیل رائج تھے عہد وحی و رسالت میں بچے وہی کھیل کھیلتے تھے، اسلام نے انہیں اس سے نہیں روکا بلکہ ایک طرح سے ترغیب دی اور ہمت افزائی فرمائی۔ احادیث میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت انسؓ کا شمار کم سن صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ آپؓ کی بعض روایات یہاں پیش کی جارہی ہیں:۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم کم سن بچے کھیل رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمیں سلام فرمایا۔ آپ ﷺ نے بچوں کے کھیل کود پر کوئی زجر و توبیخ نہیں کی بلکہ سلام کے ذریعہ خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا (مسند احمد کتاب الادب باب فی السلام علی الصبیان: ۱۸۳/۳) یہ آپ ﷺ کی اسلامی اخلاق کی تعلیم بھی تھی اور معصوم بچوں کی ہمت افزائی بھی۔ حضرت انسؓ

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔آپ نے ایک دن مجھے ایک ضرورت کے واسطے کہیں بھیجا میرے دل میں گو آپؐ کے حکم کی تعمیل ہی کا ارادہ تھا لیکن میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا پھر وہاں سے نکلا بازار میں بچے کھیل رہے تھے میں وہیں رُک گیا نبی کریم ﷺ اچانک تشریف لائے اور پیچھے سے مجھے پکڑلیا، میں نے مڑکر دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے، پیار سے فرمایا! اے انس میں نے کہاں بھیجا تھا؟ وہاں نہیں گئے میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ابھی جا رہا ہوں۔۔ خدا کی قسم میں نے نو دس برس آپ کی خدمت کی لیکن مجھے نہیں معلوم کہ کوئی کام میں نے کیا ہو اور آپؐ نے کہا ہو کہ آپ نے یہ کیوں کیا؟ یا کوئی کام نہ کیا ہو تو آپؐ نے باز پرس کی ہو کہ کیوں نہیں کیا (مسلم کتاب الفضائل باب حسن خلقه)۔خادم کو کسی کام کے واسطے بھیجا جائے اور وہ کھیل میں لگ جائے تو آدمی غضب ناک ہو جاتا ہے۔لیکن آپ کی شفقت کا یہ عالم تھا۔کہ آپؐ ذرا خفا نہیں ہوئے پھر آپؐ نے حضرت انسؓ اور اس کے ساتھیوں کو کھیل سے منع نہیں فرمایا صرف اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ جس کام کے لئے کہا گیا ہے وہ کر دیں، یہ اس بات کی خاموش دلیل ہے کہ کھیل کود کیلئے دوسری اہم ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، اسکا نام ابوعمیر تھا وہ نغیر نام کے ایک پرندہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا جب حضور ﷺ تشریف لاتے تھے تو اس سے پوچھتے تھے (یا ابا عمیر ما فعل النغیر)۔ابوعمیر نغیر کا کیا حال ہے؟ یہ بچوں کے کھیل کود سے مسرت اور دلچسپی کا اظہار ہے،،

وفی الحدیث بیان جواز تکنیة الطفل ومن لم یولدله ولد وانه لیس کذبا وجواز المزاح والسجع فی الکلام والتصغیر ولعب الصبی باالعصفور وتمکین الولی له والسوال عما هو عالم اه (کرمانی بحاشیه بخاری ج ۲ ص، ۹۰۵) حضرت عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ وہ قثم بن عباسؓ اور عبیداللہ بن عباسؓ کھیل رہے تھے رسول اللہ ﷺ سواری پر پہنچا اور وہاں موجود آدمی سے فرمایا: ذرا اسے مجھ تک اٹھاؤ جب مجھے اوپر اٹھایا گیا تو سواری پر آگے بٹھایا پھر فرمایا ذرا اس کو بھی اٹھاؤ انھیں پیچھے بٹھالیا میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی (بخاری)۔حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوھریرہؓ کے ساتھ جمعہ کے لیے مسجد جا رہا تھا، انھوں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ بھی ساتھ ہے اس سے کہا اے لڑکے جاؤ کھیلو نماز میں دیر ہے اس نے کہا میں ابھی مسجد جانا چاہتا ہوں انہوں نے کہا جاؤ کھیلو! اس نے پھر کہا میں تو مسجد جانا چاہتا ہوں۔اسنے پوچھا کیا تم امام کے آنے تک بیٹھے انتظار کروگے اس نے جواب دیا ہاں انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک میں نے سنا ہے کہ فرشتے جمعہ کے روز مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاتے ہیں لوگ جس ترتیب سے آتے ہیں ان کے نام لکھتے چلے جاتے ہیں جب امام خطبہ کے لیے منبر پر پہنچتا ہے تو وہ دفتر بند کر دیتے ہیں (مسند احمد)

کھیل کود سے بچے کی دلچسپی فطری ہے یہ دلچسپی برقرار رہنی چاہیئے نماز اور وہ بھی جمعہ کی نماز کی اہمیت مسلم ہے لیکن اس میں زیادہ وقت لگنے سے بچے میں اکتاہٹ پیدا ہوسکتی ہے، اس لئے حضرت ابوھریرہؓ نے اسے کھیلنے کے لئے کہا لیکن جب انہوں نے اس کا ذوق

وشوق دیکھا تو اس کی فضیلت میں حدیث سنائی اور اس کے دینی رجحان کو تقویت پہنچائی۔

گڑیا کا کھیل:

زمانہ قدیم سے گڑیاں لڑکیوں کے کھیل میں شامل رہی ہیں، ان کے ذریعہ لڑکیوں کو خانگی نظم ونسق، سینے پرونے اور بچوں کی تربیت وغیرہ کی کھیل ہی کھیل میں تعلیم ملتی رہتی ہے۔ عرب میں بھی لڑکیاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی کم سنی میں آنحضرت ﷺ سے شادی ہوئی تھی، انکی رخصتی ہوئی تو ان کی گڑیاں ان کے ساتھ تھیں (مسلم کتاب النکاح باب جواز تزویج الااب البکر الصغیرة) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے گھر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، میری کچھ سہیلیاں بھی میرے ساتھ شریک رہتی تھیں، جب آپ گھر تشریف لاتے تو وہ سب چھپ جاتیں لیکن رسول اللہ ﷺ انہیں میرے پاس بھیجدیتے تھے اور وہ میرے ساتھ پھر سے کھیلنے لگتی تھیں یہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی بلندی ہے کہ آپؐ نے شادی کے بعد اپنے گھر کھیل پر حضرت عائشہؓ کی نکیر نہیں فرمائی بلکہ اس کا بخوشی موقع فراہم کیا۔ اس میں کم عمروں کی نفسیات کی رعایت بھی ہے کھیل کود سے منع کرنے میں ان کی نفسیات کو دھچکا لگتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی گڑیا اور تصویر کا مسئلہ:

یہاں پر بعض لوگوں کے ذھن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب ذی روح کی تصویر بنانا اور اسکا گھر میں رکھنا حرام ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو گڑیوں کے کھیلنے سے کیوں منع نہیں کیا، اس اشتباہ کا سب سے عمدہ جواب وہ ہے جو علامہ کرمانیؒ نے حاشیہ بخاری میں ارقام فرمایا ہے (قولها وكان لي صواحب يلعبن معي اه) اى با التما ثيل المسما ة بلعب البناة واستدل بـاا لـحديث على جواز اتخاذاللعبة من اجل لعب البنات بهن وخص ذالک من عموم النهى عن اتخاذ الصور وجزم به القاضى ونقله عن الجمهور اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی یہ گڑیاں تصویر کے حکم میں نہیں تھیں وہ تو چودہ برس پہلی کی بات ہے خود ہمارے زمانے میں جبکہ سینے پرونے کے فن نے ترقی کرلی ہے گھروں کی چھوٹی بچیاں اپنے کھیلنے کے لئے جو گڑیاں بناتی ہیں۔ وہ تصویریت کے لحاظ سے اتنی ناقص ہوتی ہیں کہ ان پر کسی طرح بھی تصویر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ بچیوں کے کھیلنے کے لئے جو گڑیاں ہو ضروری نہیں ہے کہ وہ باقاعدہ پوری مکمل تصویر ہو۔ اب بھی محتاط گھرانوں میں بچیوں کے کھیلنے کیلئے ایسی بناوٹ کی گڑیاں بنائی جاتی ہیں (الادب المفرد ص ۱/۲۷)

اخروٹ سے لڑکوں کا کھیلنا:

امام بخاریؒ باب لعب الصبيان بالجوز کے تحت حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت سے نقل کرتا ہے کہ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے ساتھ ایک راستے سے گذرا ابن عمر حبشی لڑکوں کے پاس سے گذرے جو کھیل رہے تھے تو انہوں نے دو درہم نکال کر ان کو دیئے اور ان کے کھیل پر کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا (الادب المفرد ص، ۷۵۶) البتہ اگر اخروٹ یا گانچ اور بادام کے گولیوں کے کھیل میں ہار جیت پر شرط لگا کر کھیلا جائے تو یہ قمار ہے جو شرعاً حرام ہے کما فی قاضی خان (الجوز الذی يلعب به الصبيان ان كان على وجه المقامرة فهو حرام (فتاوی قاضی خان) بعض شہروں میں کنکوے اڑا کر پیسوں کی ہار جیت کا کھیل کھیلا جاتا ہے دیہات میں لکڑی کی گیڈیوں یا سرکنڈے کے پروں سے ہار جیت کھیلی جاتی ہے یہ بھی قمار ہے (مال حرام اور اس کے شرعی احکام ص ۱۶۴)

بچوں کے کھیل کے ساتھ تربیت بھی ضروری ہے:

بچوں کو کھیل کے مواقع فراہم کرنا ان کی صحت کیلئے بہت مفید مشغلہ ہے لیکن اس کیساتھ انکی تربیت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے تا کہ کھیل کود اور مذاق اور تفریح کے غلط اثرات ان پر پڑنے نہ پائیں اس معاملہ میں شریعت کا احساس کتنا نازک اور اہم ہے اس کا اندازہ حضرت عبداللہ بن عامرؓ کی روایت سے ہوتا ہے۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے میں اس وقت بچہ تھا میں کھیلنے کے ارادے سے نکل رہا تھا کہ میری ماں نے آواز دی کہ اے عبداللہ : آؤ میں تمہیں ایک چیز دوں گی، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا بچے کو کیا چیز دینا چاہتی ہو، انہوں نے عرض کیا میرے ہاتھ میں کھجور ہے کھجور دوں گی آپؐ نے فرمایا تم اگر ایسا نہ کرتیں تو یہ تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا (مسند احمد، ۳/۴۴۷) ہنسی مذاق میں یا بچے کو بہلانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا اس کی شناعت کو کم کرتا ہے، حدیث میں اسی سے منع کیا گیا ہے۔ بچے کے ساتھ جھوٹ بولنے سے وہ اسکی قباحت نہیں محسوس کرے گا اور اسکا امکان ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اس کا عادی بھی ہو جائے

فٹ بال، گیند، کبڈی، کھیلنے کا شرعی حکم:

یہ کھیلیں اگر بقصد ورزش اور مشق اور تندرستی باقی رکھنے کے واسطے کھیلے جائیں تو درست ہے مگر ستر پوشی اور دیگر حدود شریعت کی رعایت لازمی ہے جبکہ ان میں انہماک سے احکام شرعیہ وغیرہ میں خلل نہ آوے اور قصد لہویت بھی نہ ہو۔ كما في الدر والمصارعة ليست ببدعة وقد جاء الاثر فيها الا ان ينظر ان اراد التلهي يكره له ذالك ويمنع عنه وان اراد تحصيل القوة ليقدر على مقاتلة الكفرة فانه يجوز ويثاب عليه كذا في جواهر الفتاوى .قال القاضي الامام الملك ،اللعب الذي يلعب به الشبان ايام الصيف بالبطيخ بان يضرب بعضهم بعضاً مباح غير مستنكر (ج:۶/ ۲۲۴)وفي ردالمحتار :اقول قدمنا عن القهستاني جواز اللعب با الصولجان وهو الكرة

للفروسیة وکذا قوله وأما اثالة الحجر بالید وما بعده فالظاهر انه ان قصد به التمرن والتقوی علی الشجاعة لا باس به (امداد الاحکام ج ۴ / ص ۳۴۴)

س مسئلہ: فٹ بال کھیلنے والے دونوں فریقوں میں سے فقط فتح پانے والی جماعت کو بطور انعام کے کوئی چیز کوئی شخص دے تو اس صورت میں یہ کھیل شرعاً ممنوع ہے؟

ج۔ صرف ایک فریق کو انعام دینا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱۸۹/۹)

دنگل (پہلوانی) کا حکم:

دنگل میں پہلوان کا اکثر حصہ بدن ننگا ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں پہلوان صرف پاجامہ پہن کر کھیلتا ہے اور اسمیں وہ حصہ بدن جس کا ستر لازمی ہے کھلا رہتا ہے جیسے زانوں وغیرہ لہٰذا الرکبة من العورة کے حوالے سے ایسا کھیل کھیلنا، دیکھنا جائز نہیں ہے کما فی امداد الاحکام: قلت وان کان فی کشف العورة مندوحة عند غیر الاحناف وفی کشف الفخذ لعمل الارض سعة عند مالک ولکن لایفتی بغیر مذهبنا الا عند الحاجة ولا حاجة فی ذالک اصلا. (ج ۴/ ۳۷۸)

بعض نئی قسم کی ورزشیں:

(الف) ہاکی، پولو، ٹینس وغیرہ آج کل اس قسم کے کھیلوں میں دنیا بھر میں عموماً شرط بازی اور انگریزوں کا لباس جیسے جڈی وغیرہ جس میں زانوں کے اوپر کا حصہ بھی دکھائی دیتا ہے۔

(ب) فائیون ہاتھوں سے فٹ بال کھیلنے میں نہ تو عموماً شرط بازی چلتی ہے اور نہ لباس بدلا جاتا ہے (ج) ایک ورزش ڈول (قواعد) جس میں بدن مختلف طرف سے ہلایا جاتا ہے۔ یہ عموماً ہر سرکاری سکول میں ہر لڑکے سے جبراً کرایا جاتا ہے (د) بعض ورزشیں سائنس وطب کے اصولوں کے موافق بنا کر بعض انگریزوں نے مثلاً مسٹر سنٹڈوں، مکلفنڈن وغیرہ نے ان ورزشوں کے نمونے اپنی کتاب میں درج کئے ہیں اور فوٹو بھی دیئے ہیں اور یہ بھی سمجھایا کہ اس قسم کی ورزشیں اس خاص مرض کا علاج ہے وغیرہ وغیرہ تو اگر کوئی مسلمان شخص ان صورتوں کو دیکھ کر یہ ورزشیں کرے۔ یا کسی دوسرے آدمی سے سیکھ کر یہ ورزشیں کرے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

(ج) ہر ورزش جس سے بدن کی قوت وصحت مطلوب ہو فی نفسہ جائز اور مباح ہے۔ اگر اس میں حرمت یا کراہت آئے گی تو کسی عارض کی وجہ سے ہوگا (مثلاً کسی کی نیت کفار کے ساتھ تشبیہ کی ہو یا ورزش کے وقت لباس کفار کو پہنا جائے یا اس کا ایسا وقت مقرر کیا جائے جس سے نماز ضائع یا اس میں خلل پڑے یا ورزش میں قمار کی صورت ہو کہ جانبین سے مال شرط ہو یا کسی ورزش کا اثر طبائع پر پیدا ہوتا ہو کہ اسکی وجہ سے لوگوں کی نظر میں کفار کے ساتھ تشبہ کرنا معیوب نہ رہے بلکہ تشبہ کی رغبت پیدا ہو یا اسکے مثل اور کوئی عارض

شرعی جواب خلاصہ یہ ہے کہ انگریزی ورزشوں میں جو ورزش دوسروں کے ساتھ مل کر کی جاتی ہے جیسے فٹ بال، ہاکی وغیرہ ان سے دینی مدارس کے طلبہ کرام منع کرنے چاہیئے کیونکہ یہ عوارض مذکورہ بالا سے خالی نہیں، کم از کم ان کا یہ اثر ضرور ہوتا ہے کہ عربی طلبہ کے دلوں میں تشبہ بالکفار کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے بعد انگریزی طلبہ کے ساتھ اختلاط بھی کرنے لگے ہیں نہ بقصد اصلاح وامر بالمعروف بلکہ بقصد موالات ولہو لعب **ولا یخفی مافیہ من المفسدہ** اور ان میں سے جو تنہا کھیلا جاتا ہے جیسے بدن کو خاص طور سے حرکت دینا یا ڈمبل وغیرہ ہلانا بشرطیکہ ان ورزشوں کو تنہائی میں کیا جائے۔ اور جس کتاب میں ورزشوں کے اصول لکھے ہیں ان کو دیکھنا، پاس رکھنا بھی جائز ہے مگر تصویروں کا چہرہ پھاڑ دینا یا سیاہی وغیرہ سے چھپا دینا لازم ہے (امداد الاحکام ج:۴ ص/۳۸۰)

سب ٹیموں سے چندہ جمع کر کے کپ لا کر جیتنے والی ٹیم کو دینا قمار ہے:

آجکل بعض مالی فوائد کے حصول کیلئے ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص کسی قیمتی دھات کا برتن نہایت خوبصورت بناتا ہے جس کو انگریزی میں کپ کہتے ہیں اور تمغہ جات بھی ساتھ ہی لاتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ یہ کپ اور گیارہ تمغے فٹ بال یا کرکٹ یا ہاکی جیت جانے والی ٹیم کو دیا جائیگا۔ اور ایک رقم مقرر کرتا ہے۔ مثلاً دس یا پندرہ روپیہ جس کو فیس داخلہ کہتے ہیں۔ چنانچہ جو ٹیمیں رقم مقررہ ادا کرتی ہے آپس میں مقابلہ کھیلتی ہیں مثلاً دس ٹیمیں داخل ہوئیں۔ اس صورت میں کپ تیار کرنے والے کو سو روپے پہنچے اگر اس نے فیس داخلہ دس روپے مقرر کیا ہے، اب وہ ان دس ٹیموں کے پانچ میچوں کا مقابلہ کراتا ہے یقیناً پانچ ہار جاتی ہے اور پانچ جیت جاتی ہے۔ غرضیکہ آخر میں دو ٹیمیں رہ جاتی ہے پھر وہ بھی کھیلتی ہیں۔ ان دونوں میں سے جو جیت جاتی ہے اس کو کپ اور گیارہ تمغے ملتے ہیں۔ اور باقی آٹھ ٹیمیں بالکل محروم رہتی ہیں گویا وہ ہار گئیں شرعی نقطۂ نظر سے اس کا حکم یہ ہے کہ جب کھیلنے والی ٹیموں سے بھی فیس داخلہ کے نام سے رقم لی جاتی ہے اور انعام صرف جیتنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ تو یہ صورت قمار میں ہی داخل ہے۔ اس سے احتراز واجب ہے۔ (امداد الاحکام ج:۴ ص،۳۷۷)

کتب، ناول اور ایسی کتابوں کی تجارت کا حکم جو موضوع روایات اور شراب بنانے کی تجویز پر مشتمل ہوں:

تجارت کتب، ناول وقصہ کہانیاں جو اکثر غلط واقعات پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان سے تفریح حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کتابوں کی تجارت جن میں روایات واحادیث موضوعہ ہوتی ہیں اور ان کتابوں کی تجارت جن میں صنعت ادویہ وغیرہ درج ہوتے ہیں اور بعض نسخہ جات شراب وغیرہ کی آمیزش کے بھی ہوتے ہیں ان کا شرعی حکم تفصیلاً یہ ہے کہ کتب ناول اور جھوٹے قصوں کی کتابیں بیچنا (بشرطیکہ ان جھوٹے قصوں میں خدا اور رسول ﷺ پر جھوٹ نہ بولا گیا ہو جائز تو ہے مگر اچھا نہیں۔

و وجہ عدم الجواز عدم تعلق الحرمة به بل مبناه علی نیة من طالعه فمن طالعه لغرض حسن مثلاً تعلم الادب ونحوه فلا باس به کالمقامات الحریریه و کلیله ومنه الف لیلة ومن طالعه لیهیج الشهوة وتعلل القلب به فلا یجوز ۔اورجن کتابوں میں موضوع روایات واحادیث ہیں ان کا بیع کرنا شرعاً جائز نہیں۔ہاں اس طرح جائز ہے کہ کتاب کے سرورق پر جلی قلم سے لکھ دیا جائے کہ اس کتاب میں روایات واحادیث موضوع اور غلط ہیں ۔فان روایة الموضوع تجوز ببیان حالها فکذا لبیع ۔ اورجن میں صنعت ادویہ کا بیان ہے،ان کا بیچنا جائز ہے گو اس کی بعض دواؤں میں شراب وغیرہ بھی داخل ہو لعدم تعلق الحرمة به بل علی استعمال المستعمل ان استعمله من غیر حاجة شدیدة فکان کبیع الامرد ممن یلوط به وغیره ۔اورتصویر پر کاغذ چسپاں کردینا چاہیئے اوراگرایسا نہ بھی کیا گیا تو چونکہ مقصود کتاب کی بیع ہے نہ کہ تصویر کی اس لئے بیع درست ہے مگر کراہت سے خالی نہیں اھ (امدادالاحکام ج،۴،ص۴۱۰)

شطرنج ،تاش، چوسر ،لغوی مفہوم اورتاریخی پس منظر:

شطرنج: یہ لفظ فارسی ہے۔ایک قسم مشہور کھیل ہے جو چونسٹھ(64) خانوں کی بساط پر بتیس مہروں سے کھیلا جاتا ہے۔سنسکرت زبان میں اس کھیل کا نام چتورنگ تھا جو فارسی میں کثرت استعمال سے شطرنج ہوگیا۔بہار عجم میں یہ لفظ (ترنگ) بمعنی صورت آدمی استعمال کیا گیا ہے۔چوں کہ اس کھیل کے اکثر مہروں کے نام انسانی ناموں پر ہوتے ہیں۔اس لئے مجازاً اس کھیل کو سترنگ کہتے ہیں ۔بہار عجم میں یہ لکھا ہے کہ یہ لفظ ہندی کا ہے جس کا تلفظ چترانگ ہے۔چتر بمعنی چار اور آنگ کے معنی عضو کے ہیں۔اور مجازاً رکن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔لھذا چترانگ اس فوجی دستی کو کہتے ہیں جو چار ارکان میں منقسم ہو۔چونکہ اس کھیل میں چار ارکان ہوتے ہیں۔سوائے شاہ وفرزین، کہ (فیل واسپ ورخ وپیادہ است)۔

چتورنگ ہندوستان کی ایجاد ہے اور ہمیشہ سے یہاں کے باشندوں کا بہت ہی عام مشغلہ رہا ہے۔البیرونی نے لکھا ہے وہ لوگ ہر آدمی ایک وقت میں ایک پالنے کے جوڑے سے کھیلتے تھے سلاطین دھلی کے زمانے میں یہ کھیل ہر طبقے کے مسلمانوں میں کھیلا جاتا تھا عھد مغلیہ میں بادشاہ امراء اور عوام الناس بلا امتیاز اس کھیل میں بڑی مسرت اور دلکشی محسوس کرتے تھے۔اکبر بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے فتحپور سکیری میں فرش پر شطرنج کی بساط بنوائی تھی اور مہروں کی جگہ پر غلام لڑکیوں کو کھڑا کرکے یہ کھیل کھیلا کرتا تھا بالخصوص مغلیہ امراء اس کھیل میں گہری دلچسپی لیتے تھے (ہندوستانی تھذیب کا مسلمانوں پر اثر ص ۲۰۳،۲۰۴)

چوپڑ، چوسر بازی، یا پچیسی:

چوسر یا پچیسی قدیم زمانے کا کھیل ہے آئین اکبری میں اس کی تفصیل یہ ملتی ہے، چوسر میں سولہ مہر ہوتے ہیں ان مہروں کی شکل یکساں

ہوتی تھیں۔ ہر چار مہرے ایک ہی رنگ کے ہوتے تھے۔ تمام مہرے ایک ہی طرف کی چالیں چلتے تھے۔ چوسر پانسوں سے کھیلی جاتی تھی۔ پانسے تعداد میں تین اور شکل میں شش پہلو ہوتے تھے۔ پانسوں کے چار طولانے پہلوؤں پر ایک، دو پانچ اور چھ نقطوں کے نشانات ہوتے بساط کی شکل دو مستطیل کی ہوتی تھی جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتی تھی بساط ہر جانب سے برابر ہوتی تھی۔ اور ہر ضلع میں تین قطاریں اور ہر قطار میں آٹھ خانے ہوتے تھے درمیان میں ایک چھوٹا سا مربع چھوڑ دیا جاتا تھا۔

نردشیر کا کھیل، لغوی مفہوم اور تعارف:

نردشیر کا معنی نرد بمعنی ہار جیت کی بازی، فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ بنام اردشیر ابن تابک گذرا ہے اس نے یہ جوا ایجاد کیا یہ تسمية المبنى باسم البانى کے قبیل سے ہے صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ اس کا موجد شابور ابن آردشیر بن تابک ہے۔ (مرآۃ المفاتیح ج۶؟ ۲۰۳)۔

مذکورہ بالا کھیلوں کی شرعی حیثیت:

عن ابی موسی الاشعریؓ قال ان رسول الله ﷺ قال من لعب بالنرد فقد عصى الله ورسوله (رواه ابو دائود ج ۲/ص ۳۱۹) ترجمہ: حضرت ابوموسی الاشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے (نردشیر سے کھیلا اس نے اللہ تعالی اور اسکی رسول کی نافرمانی کی۔

(۲) ملعون من لعب بالشطرنج والناظر اليها كآكل لحم الخنزير (كنز العمال حديث ۴۰۶۳۶) ترجمہ حدیث میں ہے کہ شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے اور جو اس کی طرف دیکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کا گوشت کھانے والا، امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس پر متفق ہیں کہ تاش اور شطرنج بھی نردشیر کے حکم میں ہے نردشیر کھیلنا کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا گیا ہے اسی طرح تاش اور شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔ کفایۃ المفتی میں ہے کہ تاش، چوسر شطرنج لہو ولعب کے طور پر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی ہوتی ہے نیز ان کھیلوں میں مشغولی اکثر طور پر فرائض اور واجبات کی تفویت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس صورت میں اس کی کراہت حرمت تک پہنچ جاتی ہے، اسی طرح تاش اور شطرنج میں اگر کوئی ہار جیت کی شرط لگائی جائے تو پھر جوا اور سود ہے جس کی وجہ سے حرمت زیادہ قوی ہوتی ہے۔

شطرنج کھیلنے والوں کیلئے ایک خطرناک وعید:

ایک حدیث میں ہے کہ: جب تم ان شطرنج اور نرد کھیلنے والوں پر گذرو تو ان کو سلام نہ کرو اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کو جواب نہ دو (کنز العمال حدیث ۴۰۶۴۴)

مسئلہ: تاش اگر صرف ذھنی ورزش یا تفریح کیلئے کھیلا جائے جس کی وجہ سے فرائض اور ضروریات زندگی مجروح نہ کیے جائیں تو پھر

اسکے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(امداد الفتاوی ج۴/ص۲۵۲)

تیر اندازی، گھڑ دوڑ اور پیادہ مشق:

سابقہ اصول وقواعد سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ ہر وہ کھیل جو علم وعمل کے لئے معاون بنتا ہو اور وہ فی نفسہ جائز ہو اسکا کھیلنا جائز بلکہ مباح اور کبھی مستحب کے درجے میں شمار ہوتا ہے یہی حکم تیر اندازی نیزہ بازی اور پیادہ مشق کی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (کل شئی من لھو الدنیا باطل الا ثلاثة . انتضالک بقوسک و تادیبک لفرسک وملا عبتک لاھلک فانھن من الحق (مستدرک کتاب الجھاد : ج ۲/ص ۹۵) ترجمہ: مومن کا ہر لہو (بے فائدہ اور عبث کام باطل ہے) مگر صرف تین قسم کھیل اس سے مستثنیٰ ہیں۔(۱) تیر اندازی۔۲ گھوڑی کی سواری اور دوڑ۔ اور اپنے بیوی کے ساتھ ملاعبت اور اسی پر پیادہ دوڑ میں مقابلہ مسابقہ بھی قیاس ہے اور اسی طرح وہ پہلوانی جس میں حدود شرع کے ساتھ موافقت ہو (ستر اور فرائض شرعی مجروح نہ ہو) جیسا کہ ایک مشہور پہلوان رکانہ نامی نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی ٹھہرائی تو آپ ﷺ نے اس کو پچھاڑ دیا (ابوداود فی المراسیل) اور شامی میں ہے وقد جاء الاثر فی رخصة المصارعة لتحصیل القدرة علی المقاتلة دون التلھی فانه مکروہ.

پیادہ اور تیرہ اندازی کے حوالے سے شامی میں ہے قال صاحب الشامی قدمنا عن القھستانی انه یعلم منه منھا جواز الرمی وغیرھا لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال لاسبق الا فی خف او حافر او نصال الا انه زید علیه السبق فی القدم بحدیث عائشةؓ ففیما ورآئه بقی علی اصل النھی.

گھڑ دوڑ میں شرط لگانا:

عن ابی ھریرةؓ قال رسول الله ﷺ من ادخل فرساً بین فرسین وھو لا یامن ان یسبق فلیس بقمار ومن ادخل فرساً بین فرسین وقد آمن ان یسبق فھو قمار ۔(اخرجہ ابوداؤد) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جو شخص (ثالث) نے دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا داخل کرے اور اس کو اس امر کا یقین نہ ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھے گا تو یہ قمار نہیں ہے اور جس شخص (ثالث) نے دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑ اداخل کر لیا اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھ جائے گا تو یہ قمار ہے۔ وضاحت: اس جملے کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ گھوڑ دوڑ میں ایک جانب سے شرط جائز ہے اور جب جانبین سے شرط ہو تو ایسی صورت میں ایک شخص ثالث کی ضرورت ہے جس کو محلل کہتے ہیں (حلال کرنے والا) جس کی وجہ سے شرط حلال ہوگئی لیکن شرط یہ ہے کہ اس شخص ثالث کو اپنی ہار جیت کا یقین نہ ہو بلکہ دونوں محتمل ہو پس اگر اس کا گھوڑا آگے بڑھ جائے گا۔

اوراس طرح سے یہ دونوں سے جیت لے گا تو دونوں سے مال مشروط بہ لے لے گا۔ اور اگر اس کا گھوڑا پیچھے رہ جائے گا اور اس طرح یہ ہار جائے گا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہو گا۔ غرضیکہ جانبین میں جو شرط ہوئی تھی اور قمار کی ایک صورت پیدا ہو گئی تھی۔ اس شخص ثالث نے اس کو باطل کر دیا اور ایک طرفہ شرط باقی رہ گئی۔ پس اگر اس شخص کو اپنی ہار جیت کا یقین ہو۔ تو پھر اس صورت میں اس کی شرکت بے سود ہو گی اور جانبین کا شرط علی حالہ قائم رہے گا جو قمار ہے (جامع الاصول من احادیث الرسول ص ۱۲۰/) اسی طرح ھندیہ میں ہے

(قوله والمسابقة يجوز فى اربعة اشياء فى الخف يعنى البعير وفى الحافر يعنى الفرس والبغل وفى النصل يعنى الرمى وفى المشى بالا قدام يعنى العدو وانما يجوز ذالک ان كان البدل معلومافى جانب واحدبان قال ان سبقتنى فلک كذا وان سبقتک لا شئى لى عليک او على القلب اما اذا كان البدل من الجانبين فهو قمار حرام الا اذا ادخلا محللا بينهما . فقال كل واحد منهما ان سبقتنى فلک كذا وان سبقتک فلى كذا وان سبق الثالث لا شئى له والمراد الجواز لا الا ستحقاق كذا فى الخلا صه (هنديه ج۵/ ص ۳۲۴)

گھوڑوں کے ریس اور اس پر انعام لینے کا شرعی حکم:

بعض مقامات میں گھوڑوں کی ریس میں انعام مقرر کیا جاتا ہے یہ انعام کا روپیہ ان لوگوں سے بطور ٹکٹ داخلہ وصول کیا جاتا ہے۔ جو گھوڑ دوڑ کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور کچھ رقم گورنمنٹ خود اچھے گھوڑوں کی نسل بڑھانے اور پالنے کے لئے اور رعایا کو ترغیب دلانے کے لئے دیتی ہے تو اس میں شرعی حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ انعام اس بنیاد پر ہو کہ اس میں دونوں طرف سے شرط ہو کہ ایک جیتے تو دوسرا اس کو اتنا دے اور دوسرا جیتے تو یہ اس کو اتنا دے اور اگر انعام دینے والا تیسرا ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ رہا یہ کہ یہ رقم تماش بینوں سے بطور ٹکٹ داخلہ لیتے ہیں تو اگر اس ٹکٹ داخلہ کی رقم گورنمنٹ لیتی ہے۔ اور وہ زمین جس میں گھوڑ دوڑ ہوتی ہے گورنمنٹ کی ملک ہے یا اس نے کرایہ پر لے رکھی ہے تو اس رقم سے انعام لینا حلال ہے اور جو رقم گورنمنٹ بطور خود انعام میں دے جو ٹکٹ داخلہ کے رقم سے علاوہ ہو اس کا لینا مباح ہے (امداد الاحکام ج ۴/ص ۳۶۹، کفایت المفتی ج ۸/ص ۱۸۵)

نمائشوں کے انعامی ٹکٹ کا شرعی حکم:

بعض بڑے شہروں میں مختلف قسم کی نمائشوں کے اندر داخلہ کا ٹکٹ ہوتا ہے، اور نمائش کے منتظمین یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً دس روپیہ کا ٹکٹ ایک مشت خریدے گا۔ اس ٹکٹ میں عام لوگوں کی طرح نمائش میں بھی داخل ہو سکے گا۔ اور ان ٹکٹوں پر بذریعہ قرعہ اندازی کچھ انعام مقرر ہوتے ہیں۔ جس کا نمبر نکل آئے اس کو انعام بھی ملتا ہے۔ یہ صورت صریح قمار سے تو نکل جاتا ہے۔ کیونکہ ٹکٹ خریدنے والے کو اس ٹکٹ کا معاوضہ بصورت داخلہ نمائش مل جاتا ہے لیکن اب دار و مدار نیت پر ہے۔ جو شخص موہوم انعام کی نیت سے یہ ٹکٹ خریدتا ہے وہ ایک گونہ قمار کا ارتکاب کر رہا ہے اور جس کے پیش نظر صرف نمائش میں جانا ہے اور

انتہائے ہوس پیش نظر نہیں۔ پھر اتفاقاً انعام بھی مل گیا وہ قواعد کی رو سے قمار کے حکم سے نکل گیا (جواھر الفقہ ج ۲ رص ۳۵۱)

اسلحہ کی نمائش:

وہ جدید آلات جہاد جو جہاد کے واسطے تیار کی جاتی ہیں۔ اور موجودہ دور میں دشمن کے مقابلے کے لئے استعمال ہوتے ہیں کہ ان سے جہاد کی تربیت، آلات جہاد کی مشق اور اس میں مہارت اور اعضاء کی ورزش حاصل ہوتی ہو جیسے بندوق، توپ اور اسکے علاوہ دیگر اسلحہ کی نمائش درست قرار دی جاتی ہے۔ (بذل المجهود ج ۱۱ رص ۴۲۸) اور اسکا ماخذ صاحب بدائع کا یہ قول ہے (قوله ولان الاستثناء يحتمل ان يكو ن المعنى يوجد في غيرها وهو الرياضة والاستعداد للجهاد في الجملة فكانت لعباً صورة ورياضة وتعلم لاسباب الجهادفيكون جائزاًاذا استجمع شرائط الجواز ولئن كان لعبا لكن اللعب اذا تعلقت به عاقبة محمودة لا يكون حراماً ولهذا استثنى ملاعبة الاهل لتعلق عاقبة حميدة وهو انبعاث الشهوة الداعية الى الوطء الذى هو سبب التوالد والتناسل والسكنى وغير ذالک من العواقب الحميدة (بدائع الصنائع ج ۶ رص ۲۰۶) (جاری ہے)۔

جامعة المركز الاسلامی

کا عظیم علمی، فقہی، تحقیقی شاہکار

مجموعہ مقالات دوسری بنوں فقہی کانفرنس

ترتیب وتدوین کے آخری مراحل میں، جس میں

بنو ولینٹ فنڈ، اجتہاد اور عصر حاضر، اعضاء کا انتقال اور پیوند کاری، گروپ انشورنس، اسلام کا قانون بین الممالک، ھبہ میں قبضہ کی شرعی حیثیت، گریجویٹی، پوسٹ مارٹم، فساد وعدم فساد صوم کا معیار، عصر حاضر کا چیلنج اور علماء کرام کی ذمہ داریاں، ہاؤس بلڈنگ کے قرضوں پر بحث اور اس کا حل، موجودہ معاشی مسائل کا حل، فقہی مواد کی تشکیل جدید، تعزیر بالمال کی شرعی حیثیت، موجودہ انتخابات، سودی نظام کا اسلامی متبادل حل، بیع بالوفاء، اختلاف مطالع، رمضان وعیدین کی وحدت، انسانی حقوق، رسول اکرم ﷺ کی دعوت میں انسانی نفسیات کا لحاظ، قادیانی کفر کے کس قسم میں داخل ہیں، انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت، مجموعہ سود ورہن، یہودی وعیسائی تنظیموں کی سرگرمیاں وغیرہ، حقوق نسواں کا شرعی تصور، احتساب وغیرہ جیسے اہم عنوانات پر تفصیلی مقالات شامل اشاعت ہیں۔ جو کہ بڑی محنت اور کاوشوں سے کتابی صورت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ جلد ہی اپنی کاپی محفوظ کریں۔

برائے رابطہ: جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان (ڈیرہ روڈ پوسٹ بکس نمبر 33 بنوں فون: 310353 فیکس: 310355

ای میل: almarkazulislami@maktoob.com